روزنامہ
الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۵/۴۰ ہفتہ ۳۔ جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ، ۲۲۔ فتح ۱۳۶۹ ہش، ۲۲۔ دسمبر ۱۹۹۰ء نمبر ۲۳۹

دُعا میں طاقت حاصل کرنے کا ذریعہ

" دُعا میں بھی خدا تعالیٰ بھی بات اُسی وقت سُنتا ہے جب اس کے پیچھے عظمتِ کردار موجود ہو۔ اس کے بغیر دعا میں طاقت پیدا نہیں ہوتی۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ۔

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

" دیکھو گناہ کبیرہ بھی ہیں ان کو تو ہر ایک جانتا ہے اور اپنی طاقت کے موافق نیک انسان ان سے بچنے کی کوشش بھی کرتا ہے۔ مگر تم تمام گناہوں سے کیا کبائر اور کیا صغائر سب سے بچو۔ کیونکہ گناہ ایک زہر ہے جس کے استعمال سے زندہ رہنا محال ہے۔ گناہ ایک آگ ہے جو روحانی قویٰ کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہے۔ پس تم ہر قسم کے کیا صغیرہ کیا کبیرہ سب اندرونی بیرونی گناہوں سے بچو۔ آنکھ کے گناہوں سے، ہاتھ کے گناہوں سے، کان ناک اور زبان اور شرمگاہ کے گناہوں سے بچو۔ غرض ہر عضو کے گناہ کے زہر سے بچتے رہو اور پرہیز کرتے رہو۔

نماز بھی گناہوں سے بچنے کا ایک آلہ ہے۔ نماز کی یہ صفت ہے کہ انسان کو گناہ اور بدکاری سے ہٹا دیتی ہے۔ سو تم ویسی نماز کی تلاش کرو اور اپنی نماز کو ایسی بنانے کی کوشش کرو۔ نماز نعمتوں کی جان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فیض اسی نماز کے ذریعہ سے آتے ہیں سو اس کو سنوار کر ادا کرو۔ تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کے وارث بنو"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۲۵/۱۲۶)

" انسانی زبان کی چھری تو رُک سکتی ہی نہیں۔ جب خدا کا خوف کسی دل میں نہ ہو۔ انسانی زبان کی بے باکی اس امر کی دلیل ہے کہ اسکا دل سچے تقویٰ سے محروم ہے زبان کی تہذیب کا ذریعہ صرف خوفِ الٰہی اور سچا تقویٰ ہے۔ انکی گالیوں پر ہمیں کیا افسوس ہو۔ انہوں نے تو نہ خدا کو سمجھا اور نہ حق العباد کو۔ ان کو خبر ہی نہیں کہ زبان کس چیز سے رُکتی ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صہ ۱۳۹)

وفات یافتہ بزرگوں کو تحریک جدید میں شامل کریں

اگر آپ اپنے وفات یافتہ بزرگوں کے احسانات کا بدلہ چکانا چاہتے ہیں اور ثواب دارین حاصل کرنے کے متمنی ہیں تو اپنے وفات یافتہ بزرگوں کی طرف سے بھی چندہ تحریک جدید ادا کرنے کا اہتمام فرما کر اس صدقہ جاریہ میں ان کو شریک کریں۔ یہ آپ کی احسان شناسی ہوگی۔

اس میں ہر دفتر کے بزرگوں کو شامل کیا جا سکتا ہے۔ صرف دفتر اوّل کی تخصیص پر حصر نہ کیا جائے۔ ہمارے سامنے سیدنا حضرت فضلِ عمر کا نمونہ موجود ہے۔ حضور کے چندہ میں سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل کئے جاتے ہیں۔

وکیل المال اوّل۔ تحریک جدید

"تشحیذ الاذہان" اور "خالد" مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام شائع ہونیوالے دو رسالے ہیں جو بچوں اور نوجوانوں کی تربیت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور انہیں جماعت کے بارے میں نہایت ضروری معلومات فراہم کرتے ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ نیکی کی اس جاری شدہ نہر کو گھر گھر پہنچانے میں ہماری معاونت فرمائیں۔ اگر آپ کے کوئی عزیز بیرونِ ملک مقیم ہوں تو یہ رسائل ان کے نام جاری کروا کر جہاں آپ اپنے اعزہ و اقرباء کی تربیت اور دینی تعلیم کو بہتر کرنے کے باعث بنیں گے وہاں یہ امر ادارہ کی بہتری اور ترقی میں بھی ممد و معاون ثابت ہوگا۔ مزید تفصیلات کے لئے مینجر ادارہ خالد و تشحیذ سے رجوع کریں۔

(مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

دُعا کے بغیر کوئی محنت ثمر دار نہیں ہوتی

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

دعا کے بغیر کسی کوشش کو پھل نہیں لگتا۔ دعا کے بغیر کوئی محنت ثمر دار نہیں ہوتی۔ پس وہ ماں باپ جو اپنی اولاد کی تربیت میں دعا سے کام نہیں لیتے وہ جتنی محنت کریں حقیقت یہ ہے کہ ان کی محنت کو پھل نہیں لگ سکتا اگر دعا کے پانی کے بغیر خشک محنت کریں گے تو یاد رکھیں کہ وہ خشک نمازی پیدا کر دیں گے لیکن حقیقی عبادت پیدا کرنے والے پیدا نہیں کر سکتے۔ اس مسئلے پر غور کرتے ہوئے جب مَیں نے اپنے تجربہ پر نظر ڈالی تو اسوقت مجھے سمجھ آئی کہ کیوں بعض سخت گیر ماں باپ کی اولاد نماز پر تو قائم ہوئی لیکن وہ لوگ نماز کی روح سے خالی رہے اور جس طرح ایک مشین گھومتی ہے یا ایک روبوٹ چلتا ہے جو بظاہر زندگی والے آثار رکھتا ہے لیکن حقیقت میں زندگی سے خالی ہوتا ہے۔ ایسی عبادتیں بھی ہو جاتی ہیں۔ پس آخری بات یا یوں کہنا چاہیئے کہ پہلی بات جو آخری بھی ہے اور پہلی بھی ہے وہ یہی ہے کہ اپنی آئندہ نسلوں کو عبادتوں پر قائم کرنے کیلئے دعا کی طرف متوجہ ہوں اور دعاؤں میں ابتہال پیدا کریں، دعاؤں میں درد پیدا کریں، دعاؤں میں گریہ وزاری پیدا کریں۔ دعاؤں میں خدا تعالیٰ آپ کی بے چینی و بیقراری کو محسوس کرے اور وہ جان لے کہ آپ واقعۃً اپنی اولادوں اور آئندہ دور میں آنیوالی نسلوں کو خدا کے عبادت گزار بندے بنانا چاہتے ہیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو..... آپ کے صراطِ مستقیم پر چلنے کا آغاز ہو جائے گا۔

بچوں کو نمازوں میں سُستی نہ کرنے دیں۔

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ
پچاس پیسے

۲۲ ۔ فتح ۱۳۶۹ ہش ۲۲ ؍ دسمبر ۱۹۹۰ء

اعمال کے نتیجے

یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ آم کا درخت یا امرود کا درخت یا کوئی بھی اور درخت کتنی دیر بعد پھل دینے لگتا ہے۔ اور اسی لئے پودہ لگانے کے بعد ہم انتظار کرتے ہیں اور سوائے اس کے کہ پودے میں کوئی خرابی ہو۔ ہم وقت آنے پر پھل حاصل کر لیتے ہیں۔ ایسا نہ ہو تو ہم پودہ لگا کر انتظار ہی کرتے رہیں۔ اور شائد ساری عمر انتظار کرنا ضروری سمجھیں یا انتظار بالکل نہ کریں۔ اور ادھر پودہ لگائیں اور ادھر پھل کیلئے بیقراری کا اظہار شروع کر دیں۔

لیکن جہاں تک ہمارے اعمال کا تعلق ہے ان کے پھل لانے کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ یعنی ہم حتمی طور پر کبھی نہیں کہہ سکتے کہ ان کے پھل لانے کا کون سا وقت ہے۔ اچھا عمل ہو یا بُرا عمل ہو، پھل تو وہ لائے گا۔ لیکن کب۔ اور اگر بُرا عمل ہے تو دعا کے ذریعہ اس کا پھل لانے کا عمل ختم بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے تو بُرے عمل کی بُری جزا — جسے سزا کہتے ہیں — سے بریت بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ توبہ کرنے والے کے متعلق کہا جاتا ہے نا کہ اس کی توبہ قبول ہو جائے تو وہ ایسے ہی ہو جاتا ہے جیسے اس نے بُرا عمل کیا ہی نہیں۔

اعمال کے پھل لانے کے وقت کی بے یقینی کا ایک بہت بڑا فائدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان ہمیشہ ہشیار رہتا ہے۔ یا یوں کہئے کہ اسے ہمیشہ ہشیار رہنا چاہیئے۔ نیک عمل کی جزا پر مزید جزا حاصل کرنے کیلئے اسے نیک اعمال کرتے رہنا چاہیئے اور بُرے عمل کے متعلق ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہیئے کہ نہیں معلوم کہ اس کا نتیجہ کب نکل آئے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ اللہ تعالیٰ آپ پر ہمیشہ سلامتی نازل فرماتا رہے۔ فرماتے ہیں

"جس طرح ہر درخت کے پھل لانے کا ایک معیّن وقت ہوتا ہے اسی طرح ہر زہر کے اثر کا بھی ایک وقت مقرّر ہوتا ہے۔ بعض زہر ایسے ہیں کہ ہاتھوں ہاتھ اپنا اثر دکھا دیتے ہیں۔ بعض گھڑی اور بعض گھنٹے بعد اور بعض کی میعاد اس سے بھی زیادہ کئی دنوں کی ہوا کرتی ہے"

جس طرح زہر کے اثر دکھانے کی میعاد مختلف ہے اسی طرح اعمال کا حال ہے۔ زہر کا عمل تو ہماری جسمانی نظروں کو نظر آ جاتا ہے۔ لیکن اعمال کا پھل بعض اوقات نظر نہیں آتا اس لئے ہم حتمی طور پر کبھی نہیں کہہ سکتے کہ نتیجہ کب نکلے گا۔

ہمیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہی مانگتے رہنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ ہمارے اعمال کے بہتر نتائج مرتب فرمائے اور ہمیں ہمیشہ اپنی رحمت کی چادر کے نیچے رکھے۔

سارے وطن پرست ہیں غدّار مت کہو
ہشیار تو کہو انہیں مکّار مت کہو
ہر شخص کی ہتھیلی پہ ہوں اس کے جان ومال
تم اپنے اس خیال کو معیار مت کہو

ابوالاقبال

جس کے دل میں ہجومِ تمنا نہ ہو، وہ بھرے شہر میں بھی اکیلا لگے
زندگی کی رمق سے جو عاری رہے خوش بدن بھی وہ ہو تو ہیولیٰ لگے

جس کو ہو چاند تاروں سے اپنائیت، جو کُھلے آسمانوں کا ہمراز ہو
ہر گلی دشت و صحرا کا ہو راستہ، ہر مکاں اُس کو بس اک خرابہ لگے

چہرے چہرے کو پہچان لیجے مگر، دل کا پردہ اُٹھائے نہ اُٹھ پائیگا
جس کو اپنا عدو جان کر ہم لڑیں، غور سے اس کو دیکھیں تو ہم سا لگے

جس نے سنگِ درِ یار کو چُوم کر، اس پہ رکھ دی ہے رُوحِ رواں کی جبیں
اس کے سجدے کو اخلاص سے تولئے تو پرِ کاہ سے بھی وہ ہلکا لگے

آپ بیزار ہیں اپنے حالات سے، آپ مایوس ہیں اپنی ہر بات سے
ہر ہنسی آپ پر طنز کا تیر ہے، ہر کوئی آپ ہی کو ستاتا لگے

میرا ماحول ہے اب دھواں ہی دھواں، ہر زباں پر ہے اب الحفیظ الاماں
جو برس ہا برس تک سُلگتا رہا، اب وہ شعلوں کی مانند جلتا لگے

میری تذلیل مضبوط بنیاد ہے، اس پہ محلوں کی تعمیر کرتے رہیں
جس کی ہر لہر میں ایک عفریت ہو، وہ مجھے تو محبّت کا دریا لگے

میرے ایمان کی جو بھی ہو کیفیت، میں نسیمؔ اس کا انکار کیسے کروں
جب کبھی سوچتا ہوں کہ عقبیٰ ہے کیا، مجھ کو اپنا ہی ماحول اُبھرتا لگے

نسیمؔ سیفی

اپنی اصلاح کی فکر کرو

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب امام جماعت احمدیہ (الاوّل) فرماتے ہیں:

"عیب شماری کی طرف ہر وقت متوجہ رہنا ٹھیک نہیں۔ کچھ اپنی اصلاح بھی چاہیئے ہمیشہ کسی دوسرے کی عیب چینی سے پہلے اپنی گزشتہ عمر پر نگاہ ڈالو کہ ہم نے ..... اپنی زندگی میں کتنی تبدیلی کی ہے ایک عیب کی وجہ سے ہم کسی شخص کو بُرا کہہ رہے ہیں کیا ہم میں بھی کوئی عیب ہے یا نہیں؟ اور اگر اس کی بجائے ہم میں یہ ہر عیب ہوتا اور ہماری کوئی اس طرح پر غیبت کرتا تو ہمیں بُرا معلوم ہوتا یا نہیں؟...... اللہ کو بہت یاد کرو۔ ہر وقت دعا میں لگے رہو۔ اور اپنی حالت کی تبدیلی کرنے کی کوشش کرو تم اس وقت دوسری قوموں کے لئے نمونہ ہو۔ پس اپنے تئیں نیک نمونہ بناؤ اور عیب شماری سے کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ کسی کا عیب بیان کیا اور اُس نے سُن لیا۔ وہ بغض وکینہ میں اور بھی بڑھ گیا۔ پس کیا فائدہ ہوا۔ واعظ کو چاہیئے کہ..... ایسی طرز میں کلمہ حکمت گوش گزار کرے کہ کسی کو بُرا معلوم نہ ہو"

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر

(اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

تلقین عمل

حضرت فضل عمر نے ۷ نومبر ۱۹۵۰ء کو فرمایا۔

رپورٹ میں ایک بات یہ بھی کہی گئی ہے کہ افسوس ہے کہ کورس پورا نہیں ہو سکا کیونکہ جو خدام کورس میں شامل ہوئے ان میں سے بعض کی علمی قابلیت اپنے ساتھیوں سے بہت کم تھی۔ میں نے شروع میں ہی ہدایت کی تھی کہ جو خدام تعلیم یافتہ نہیں ان کو الگ تو نہیں پڑھانا چاہئیے لیکن اس کا یہ اثر بھی نہیں پڑنا چاہئیے کہ کورس خراب ہو جائے کیونکہ اگر یہ غلطی کی جائے تو نافرض شناسی کی ایسی عادت پڑ جائے گی کہ اس کا دور کرنا مشکل ہو گا۔ ہر طالبعلم کے اندر یہ احساس ہونا چاہئیے کہ استاد اپنے فرض کو ادا کر رہا ہے اب یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب استاد اپنے پہلے فرض یعنی کورس کو پورا کر دے میں امید کرتا آئندہ یہ غلطی سرزد نہیں ہو گی۔ پڑھانے کے لئے بے شک آسان الفاظ استعمال کرو لیکن کورس پورا کر دینا چاہئیے میں نے مولوی سیف الرحمن صاحب کو جن کے سپرد عربی کی ابتدائی تعلیم تھی یہ ہدایت کی تھی کہ صرف و نحو کی لمبی باتوں میں نہ پڑو صرف ایسی موٹی موٹی باتیں بتا دو جن سے خدام کے اندر قرآن و حدیث پڑھنے کے لئے دلیری پیدا ہو جائے اور اس طرح اگر ایک گھنٹہ روزانہ بھی پڑھائی کی جاتی تو اس قدر عربی چھ سات دن میں پڑھائی جا سکتی ہے۔ یعنی عنوان بتا دئے جاتے تا کہ کوئی شخص عربی لفظ بول کر انہیں ڈرا نہ سکے۔ بہرحال آئندہ یہ احتیاط ہونی چاہئیے کہ کورس پورا ہو جائے اگر کورس پورا نہیں ہو گا تو نہ تو طالب علم اپنے مقصد کو حاصل کر سکیں گے اور نہ استادوں کے متعلق وہ اچھا امپریشن لے کر جائیں گے یہ تو صاف بات ہے کہ اگر ایک ڈاکٹر اپنے شاگرد کو آدھی ڈاکٹری پڑھا دے تو وہ لوگوں کو مارنے والا بنے گا۔ جلانے والا نہیں بنے گا۔ اسی طرح وہ کورس جو مقرر کیا گیا ہے اگر پورا نہ ہو تو لازماً اس کا اچھا اثر نہیں پڑ سکتا ایک ماں جو قربانی کر سکتی ہے وہ ہر شخص جانتا ہے آپ میں سے وہ کون سا شخص ہے جو ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوا بے شک بعض لوگ ایسے ہوں گے جنہوں نے اپنی ماں کا دودھ نہیں پیا ہو گا یا جنہوں نے ماں کی تربیت اپنی ہوش میں حاصل نہیں کی ہو گی۔ لیکن ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ ۹۰ فیصدی لوگ ایسے نکلیں گے جنہوں نے اپنی ماں کا دودھ پیا ہو گا یا اس کی نگرانی میں دودھ پیا ہو گا۔ یا جنہوں نے بچپن میں تربیت اپنی ماں کی نگرانی میں حاصل کی ہو گی وہ جانتے ہیں کہ مائیں کتنی قربانی کرتی ہیں مائیں قربانی کرنے میں بعض دفعہ اتنی بڑھ جاتی ہیں کہ انسان اندازہ نہیں کر سکتا۔ وہ بسا اوقات یہ جانتے ہوئے کہ ان کی قربانی بچے کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی قربانی پیش کر دیتی ہیں مثلاً سینکڑوں ہزاروں ایسی مثالیں ملتی ہیں ایک عورت جو پانی سے خوف کھاتی تھی جب اسکا بچہ پانی میں گر گیا تو باوجود یہ جاننے کے کہ وہ تیرنا نہیں جانتی یا یہ جانتے ہوئے کہ وہ پانی میں کود کر بچے کو بچا نہیں سکتی۔ پانی میں چھلانگ لگا دیتی ہے۔ اور وہ خیال نہیں کرتی کہ میں مر جاؤنگی یا کسی ماں کا بچہ چوری ہو گیا ہو اور وہ اتنی دیر کے بعد اسے دیکھے کہ اسے پہچاننا مشکل ہو مثلاً وہ بچہ ڈاکو اٹھا کر لے گئے ہوں اور انہوں نے اس کو ڈاکہ زنی کی تربیت دی ہو وہ چوری کے لئے باہر نکلے اور اپنی ماں کے ہاں چوری کرے ماں نے پولیس کو رپورٹ کی ہو اور اس نے اسے گرفتار کر لیا اور ماں کو بطورِ گواہ عدالت میں پیش کیا ہو ایسے موقع پر ماں گواہی دے گی مگر اس لئے کہ وہ جانتی نہیں کہ وہ اس کا اپنا بیٹا ہے مجسٹریٹ کے سامنے اقرار کر لینے کے بعد کہ اس نے چوری کی ہے اور اس علم کے بعد اگر وہ انکار کر دے کہ وہ سزا کی مستحق ہو گی اگر اسے یہ پتہ لگ جائے کہ چور اس کا اپنا بیٹا ہے تو وہ فوراً کہہ دے گی کہ چور یہ نہیں ہے میں نے جھوٹ بولا ہے وہ اپنے آپ کو قید میں ڈال دے گی لیکن اس کے خلاف گواہی نہیں دے گی سوائے اس کے کہ وہ ایمان لانے والی ہو۔ یہی حال ان لوگوں کا ہونا ہے جو سچے مذہب میں داخل ہوتے ہیں لیکن پھر دور جا پڑتے ہیں ان کے دلوں میں یہ خیال اور تصور تو ہوتا ہے کہ وہ سچے مذہب میں داخل ہیں لیکن وہ صرف ناموں سے محبت کرتے ہیں حقیقت کو پہچاننے کی طاقت اپنے اندر نہیں رکھتے۔ اگر کسی وقت انہیں معلوم ہو گا کہ وہ عملی طور پر اسی مذہب کی مخالفت کر رہے ہیں جس کی سچائی کے وہ زبان سے قائل ہیں تو وہ فوراً اپنے اندر تبدیلی پیدا کر لیں گے۔

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے) نے ۱۱ ستمبر ۱۹۴۲ء کو فرمایا: پس ایک طرف میں خدام الاحمدیہ کے افسروں کو توجہ دلاتا ہوں کہ کیا وہ قشر پر خوش ہیں اور کیا اتنی سی بات پر ہی ان کے دل تسلی پا چکے ہیں کہ وہ چھلکے اور ظاہر کی درستی میں لگے رہتے ہیں اور مہینہ دو مہینہ کے بعد ایک دن لوگوں کو پانی پلا پلا کر اور سانس دلا دلا کر اور ڈاکٹری مدد پہنچا پہنچا کر کچھ کام کر لیتے ہیں اور اگر وہ صرف اسی بات پر خوش ہیں تو میں انہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس قسم کے کاموں کا دنیا کو کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ یہ شو تو ہے، نمائش تو ہے، پریڈ تو ہے، لیکن اگر اصل موقعہ پر کام نہ کیا جائے تو پھر یہ کام پریڈ کی حیثیت بھی نہیں رکھتا۔ صرف شو اور نمائش کی حیثیت رکھتا ہے۔ پس میں خدام الاحمدیہ کے افسروں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ان تمام علاقوں کی مجالس کے پاس جہاں جہاں سیلاب آئے ہیں۔ اپنے آدمی بھجوا کر پتہ لگائیں کہ وہاں کی مجالس نے سیلاب کے موقعے پر لوگوں کی کیا خدمت کی۔ اور آیا وہ خدمت ایسی تھی جو ان کی شان کے شایان تھی پھر اگر ثابت ہو کہ خدام الاحمدیہ کی مجالس نے اپنے فرض کی بجا آوری میں غفلت سے کام لیا ہے تو ان کو سرزنش اور تنبیہ کی جائے۔ یہی وہ اصل غرض تھی جس کے لئے وہ اتنے سالوں سے تیاری کر رہے تھے۔ مگر جب وہ وقت آیا اور وہ دن آیا جس کے لئے انہیں تیار کیا جا رہا تھا تو انہوں نے اپنے فرائض کو فراموش کر دیا اور نہایت ہی قیمتی موقعے کو ضائع کر دیا۔ حضرت مسیح ناصری نے انجیل میں کیا ہی لطیف تمثیل بیان فرمائی ہے کہ کچھ عورتیں تھیں جو دولہا کے انتظار میں کھڑی رہیں۔ کھڑی رہیں۔ کھڑی رہیں اور کھڑی رہیں۔ جب دولہا کے آنے میں بہت دیر ہو گئی تو ان میں سے بعض کے پاس تیل ختم ہو گیا اور انہوں نے دوسری عورتوں سے کہا کہ اس وقت دکانوں سے تیل مل نہیں سکتا۔ کچھ تیل ہم کو بھی دو تا کہ ہم اپنی مشعلوں کو روشن رکھیں۔ تب جن کے پاس تیل تھا۔ انہوں نے کہا ہم تم کو کس طرح تیل دے سکتی ہیں۔ ہمارے پاس جو تیل ہے وہ صرف اپنی ضرورت کے لئے ہے۔ تم اپنے گھروں کو جاؤ اور جس طرح ہو سکے تیل لاؤ۔ چنانچہ وہ تیل لینے کے لئے اپنے گھروں کو لوٹ گئیں۔ مگر ادھر وہ تیل لینے گئیں اور ادھر دولہا آ گیا۔ وہ جن کے پاس تیل تھا انہیں دولہا اپنے ساتھ لے گیا اور اس نے قلعہ کے اندر جا کر اس کا دروازہ بند کر لیا۔ اتنے میں دوسری عورتیں بھی آ پہنچیں اور انہوں نے دروازہ پر دستک دی کہ ہم آ گئی ہیں۔ ہمارے لئے دروازہ کھولا جائے۔ دولہا نے کہا تم میری دلہنیں نہیں ہو۔ میری دلہنیں وہ ہیں جو میرے انتظار میں کھڑی رہیں اور میرے ساتھ قلعہ کے اندر آئیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ جب اپنے بندوں سے ملنے کے لئے آتا ہے تو وہ کبھی سیلابوں کی صورت میں آتا ہے۔ کبھی زلزلوں کی صورت میں آتا ہے اور کبھی بیماریوں کی صورت میں آتا ہے۔ جو لوگ خدمت خلق کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کا وصال حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ ایسے مواقع پر اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کر کے اس کے قرب کو پا لیتے اور اس کی رضا کو حاصل کر لیتے ہیں گویا ان کی مثال ان دلہنوں کی سی ہوتی ہے جن کے پاس تیل تھا اور جب دولہا آیا تو اس کے ساتھ چل پڑیں۔ مگر جو لوگ ایسے موقعہ پر دوسروں کی خدمت کرنے سے گریز کرتے ہیں ان کی مثال ان دلہنوں کی سی ہوتی ہے جن کا تیل ختم ہو گیا ہو اور وہ دولہا کے ساتھ نہ جا سکیں نتیجہ یہ ہوا کہ دولہا نے انہیں اپنی دلہنیں بنانے سے انکار کر دیا۔ پس خدام الاحمدیہ کے وہ افسر جنہوں نے اس موقعے پر غفلت اور کوتاہی سے کام لیا ہے ان کے متعلق تحقیق کر کے انہیں سرزنش اور تنبیہ کرنی چاہئیے۔ ان کا فرض تھا کہ وہ رات دن کام کرتے

باقی ص ۷ پر

شذرات ——— نون ۔ سین

صدام کی مراعات

عالمی برادری میں یہ خیال بڑھتا جا رہا ہے کہ جہاں صدر صدام میں لچک پیدا ہو رہی ہے اور وہ اپنی پوزیشن قائم رکھتے ہوئے بھی بعض ایسی مراعات دے رہے ہیں جن کا پہلے تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا مثلاً یہی کہ جن لوگوں کو یرغمالی کہا جا رہا ہے اور جو عراق کے جنگ کے خلاف ایک ڈھال کے طور پر مختلف اہم تنصیبات پر رکھے گئے تھے انہیں عراق نے جانے کی اجازت دے دی ہے اور اس خیال کا اظہار کرتے ہوئے اجازت دی ہے کہ ان لوگوں کا ایک دینی تہوار یعنی کرسمس قریب آ رہا ہے اور انہیں کرسمس کے موقعے پر اپنے رشتہ داروں کے ساتھ ہونا چاہیئے اگر غور کیا جائے تو یہ ایک بہت بڑا اقدام ہے کیونکہ انہی کو جنگ کی ڈھال سمجھا جاتا تھا کہ یہ یرغمالی ان تنصیبات کے قریب رہیں جن پر حملے کا خطرہ ہے۔ لیکن دوسری طرف صدر بش کے خیالات سخت سے سخت تر ہو رہے ہیں۔ پہلے وہ صرف کویت خالی کرانے کی بات کر رہے تھے اور اب وہ اس سے آگے بڑھ کر یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ کویت کا خالی کرا لینا ہی کافی نہیں ہے۔ عراق کے پاس جو اسلحہ موجود ہے اسکے متعلق بھی معلومات حاصل کرنا ضروری ہے۔ اور کہ امریکی اور انکی اتحادی فوج خلیج کے علاقے میں کویت کے خالی ہو جانے کے بعد بھی موجود رہے گی تاکہ عراق کی طرف سے کسی خطرے کا مقابلہ کیا جا سکے شائد بش کی انہی باتوں کو دیکھتے ہوئے سابق صدر کارٹر نے نیوز ویک میں شائع شدہ ایک مضمون میں یہ بات کہی کہ اگر صدام حسین کے ساتھ حقیقی گفت و شنید کرنا مقصود ہے تو یہ نہایت ضروری ہوگا کہ بعض مطالبات کو چھوڑنے کے لئے تیار رہا جائے اگر ہر مطالبے پر اصرار کرنا ہے اور اپنی بات منوانے کا ہی ارادہ ہے کر گفت و شنید شروع کرنی ہے تو یہ گفت و شنید کسی صورت میں بھی مفید ثابت نہیں ہو سکتی اگر یہ خیال کیا جائے کہ گفت و شنید تو اس لئے کی جا رہی ہے کہ صدام سے مل کر ذاتی طور پر انہیں الٹی میٹم دیا جائے تو یقیناً اسکا نتیجہ جنگ ہوگا حالانکہ جنگ سے گریز ہی کے لئے گفت و شنید کی بات شروع ہوئی ہے۔

اب طارق عزیز کا صدر بش سے اور جیمز بیکر کا صدر صدام حسین سے ملنا شکوک و شبہات کا باعث بن گیا ہے۔ طرفین ایک دوسرے کی بات نہیں مان رہے۔ بغداد کی تجویز یہ ہے کہ جیمز بیکر ۱۲ ؍ جنوری کو گفت و شنید کے لئے بغداد آئیں اور یہ وہ تاریخ ہے جو اقوام متحدہ کی آخری تاریخ سے صرف دو دن پہلے کی ہے۔ مسٹر کارٹر نے اپنے مضمون میں کہا ہے کہ اگر جنگ سے بچنا ہے تو طرفین کو اس بات کا خیال رکھنا پڑے گا کہ کچھ نہ کچھ انکے مطالبات واپس لئے جانے چاہئیں۔ عراق کو کویت سے اپنی فوجیں نکالنی چاہئیں اور سابقہ سربراہ کو حکومت سپرد کر دینی چاہیئے۔ لیکن امریکہ کے لیے بھی یہ ضروری ہوگا کہ وہ صدر صدام کے لئے کچھ مراعات پیش کریں مثلاً اسرائیلی مقبوضہ علاقوں کے متعلق ایک عالمی کانفرنس کا انعقاد کیا جانا چاہیئے۔ اگرچہ انہوں نے شاہ حسین کی اس بات سے اتفاق نہیں کیا کہ اس کانفرنس کا کوئی تعلق خلیج کے تنازعے سے بھی ہو سکتا ہے۔ ایک اور بات جو اس سلسلے میں امریکہ کر سکتا ہے وہ یہ ہے کہ عراق کا خارجی قرضہ معاف کیا جائے اور خلیج تک کے لئے عراق کو راستہ دیا جائے۔

اسی سلسلے میں یعنی عالمی کانفرنس کے سلسلے میں اسرائیل کے وزیر اعظم یزک شمیر نے کہا کہ عراق کی فوجی طاقت کو قائم رہنے دینا عالمی امن کے لئے مضر ثابت ہو سکتا ہے۔ سی۔ بی۔ ایس ٹیلیویژن کو انٹرویو دیتے ہوئے مسٹر شمیر نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ انکے جنگی اسلحہ کے ساتھ ساتھ دنیا امن کے ساتھ رہ سکتی ہے۔ صرف ہم نہیں بلکہ ذکر ساری دنیا کا کیا جا رہا ہے۔ ہم تو مشرق وسطی کا ایک حصہ ہیں۔ جب شمیر سے یہ پوچھا گیا کہ کیا وہ عراق پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہونگے ایسی حالت میں کہ جب خلیج کا تنازعہ تو پر امن طریق پر حل ہو جائے۔ لیکن عراق کی جنگی قوت اسی طرح قائم رہے۔ انہوں نے جواب دینے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے بتایا کہ امریکہ نے اسرائیل کے ساتھ کوئی ایسے وعدے نہیں کئے جن کا تعلق عراق کی اسرائیل کو دھمکیوں سے ہو۔ لیکن یہ بات تو واضح ہے کہ امریکہ پر اخلاقی دباؤ تو موجود ہے کہ وہ ایسی حالت میں اسرائیل کی مدد کرے اور اسکے علاوہ یہ کہنا بھی نامناسب نہ ہو گا کہ اگر ہم یہاں استحکام چاہتے ہیں تو وہ امریکہ اور اسرائیل دونوں کے لئے مفید ہے۔

جیمز بیکر نے یہ بتایا ہے کہ اسرائیل اور امریکہ کے درمیان یہ معاہدہ ہو چکا ہے کہ عراق کی غیر متوازن فوجی طاقت سے ضرور نبٹنا چاہیئے۔ اور واشنگٹن ایسا کرنے کیلئے سیکیورٹی انتظامات کا طریق اختیار کرنا چاہتا ہے۔ جیمز بیکر نے اسرائیل کی اس بات کے لئے تعریف کی کہ جب سے خلیج کا تنازعہ شروع ہوا ہے اسرائیل نے اس سلسلے میں کوئی پُرجوش بیان نہیں داغا اور نہ ہی ایسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے جو حالات کو خراب سے خراب تر کر سکے۔ البتہ جیمز بیکر نے اس بات کی طرف اشارہ کرنے سے گریز کیا کہ یروشلم میں اسرائیلیوں نے کس طرح بیس بائیس فلسطینیوں کو ہلاک کر دیا تھا اور مقبوضہ علاقوں میں بھی وہ کس طرح تشدد آمیز کارروائیاں کر رہے ہیں۔

جو یہودی سوویت یونین سے اسرائیل پہنچے ہیں انکی بحالی کے لئے شمیر نے کہا ہے کہ وہ امریکہ سے خاصی بڑی رقوم حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ انکا خیال ہے کہ پریذیڈنٹ جارج بش اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریوں کو خوب سمجھتے ہیں۔

صدر بُش کی ہٹ دھرمی

جیسے جیسے امریکہ میں مظاہرین کی تعداد بڑھ رہی ہے اور لوگ خلیج کے تنازعے کو جنگ سے حل کرنے کی مخالفت کر رہے ہیں صدر بش بھی ایسی باتیں کرنے لگے ہیں جن سے صاف پتہ چلتا ہے کہ وہ جنگ کے بغیر کسی اور حل کے متلاشی نہیں ونیز ولا کے دارالخلافہ میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ " خلیج کا تنازعہ حل ہوتا نظر نہیں آتا باوجود اس کے کہ صدر صدام نے یرغمالیوں کو اپنے وطنوں کو واپس جانے کی اجازت دے دی ہے لیکن چونکہ وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ کویت سے اپنی فوجیں نہیں نکالیں گے اور اپنا تسلط ختم نہیں کریں گے اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ خلیج کا تنازعہ حل ہوتا نظر نہیں آتا کیونکہ اصل بات یرغمالیوں کا وہاں سے نکالنا نہیں بلکہ کویت صدر صدام سے خالی کرانا اصل مقصود ہے" صدر جارج بش جنوبی امریکہ کے پانچ ملکوں کے دورے پر گئے ہوئے تھے۔ اپنے دورے کے آخری حصے میں انہوں نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ بغداد نے ہزاروں غیر ملکیوں کو اپنے اپنے وطن واپس جانے کی اجازت دے دی ہے۔ لیکن اس خوشی کے ساتھ ساتھ انہوں نے یہ بات بھی دہرائی کہ صدر صدام کے اس عمل کے بدلے میں واشنگٹن انہیں کوئی رعائت دینے کے لئے تیار نہیں ہے اور نہ اپنے کسی مطالبے کو ترک کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ صدر بش نے کہا کہ ہم عراق کو کویت سے نکال باہر کرنا چاہتے ہیں اور اس سے کم کسی بات پر راضی نہیں ہو سکتے صدر بش نے یہ بھی کہا کہ ان کے ارادے میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی۔ وہ چاہتے ہیں کہ اقوام متحدہ کی قراردادوں پر پوری طرح عمل کیا جائے۔ انہوں نے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا کہ امریکہ نے جو یہ فیصلہ کیا ہے کہ کویت میں جو امریکی سفارت کار ہیں انہیں وہاں سے نکال لیا جائے کیونکہ عراق اس بات پر مصر ہے کہ تمام سفارت خانے بغداد میں منتقل ہو جانے چاہئیں۔ البتہ انہوں نے یہ کہا کہ اب ایسا لگتا ہے کہ سفارت کاروں کو وہاں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی اگر عراق پر فوجی حملہ کر کے اسے کویت خالی کرنے پر مجبور کیا جائے تو ہمارے سفارت کاروں کو کوئی گزند نہیں پہنچے گی۔

اس دوران عراقی صدر صدام نے اپنے فوجی مختلف شعبوں کے سربراہوں سے ایک میٹنگ میں گفت و شنید کی اس اجلاس میں وزیر دفاع جنرل عبدالجبار چینیل اور حسین کامل جو فوجی صنعت کے وزیر ہیں نے بھی شرکت کی۔ اس سے پہلے مسٹر حسین کامل انقلابی کمانڈ کونسل کے متعدد افراد سے مل چکے تھے اور اس کے بعد انہوں نے متعلقہ افسران کے ایک اجلاس کی صدارت بھی کی۔ کہتے ہیں کہ فیصلوں میں سے ایک فیصلہ یہ بھی تھا کہ امریکہ کے ساتھ گفت و شنید میں اس بات پر زور دیا جائے گا کہ کویت میں عراق کے حقوق برقرار رہیں گے۔

چونکہ صدر بش عراق پر ہوائی حملوں کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اس لئے عراق میں ہوائی حملوں کے دوران حفاظتی اقدامات کی مشقیں ہو رہی ہیں۔ اگرچہ ان کے لئے یہ کوئی نئی بات نہیں لیکن عراق کے باشندے بڑے شوق سے ان مشقوں میں حصہ لے رہے ہیں۔ انہیں یہ تو نہیں کہا جاتا کہ کون حملہ کرے گا۔ لیکن بہر حال یہ بات واضح ہے کہ اگر خلیج کے علاقے میں جنگ

باقی صفحہ ۶ پر

مولانا دوست محمد شاہد

مولانا حالی کا زندۂ جاوید کارنامہ

۳۱ر دسمبر ۱۹۹۰ء کو برصغیر پاک و ہند میں شمس العلماء مولانا الطاف حسین حالی پانی پتی کی ۷۷ ویں برسی منائی جارہی ہے

علامہ حالی اردو ادب کے عظیم محسنوں میں سے اور جدید اردو شاعری کے بانیوں میں سے تھے۔ آپ کا نام ایک باکمال شاعر، صاحب طرز ادیب و سوانح نگار اور مثالی نقاد کی حیثیت سے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ دیوانِ حالی، مسدس حالی، یادگارِ غالب، حیاتِ سعدی، حیاتِ جاوید اور مقدمہ شعر و شاعری جیسی اہم تالیفات آپ کی علمی یادگار ہیں۔

آپ کا ایک زندۂ جاوید علمی و ادبی کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے نہایت پرزور طریق سے یہ حقیقت نئی نسل پر واضح کی کہ اردو کی بہترین اور کامیاب خدمت کے لئے ضروری ہے کہ دلّی اور لکھنؤ کے تتبع کے علاوہ ہندی بھاشا، عربی اور فارسی میں دسترس حاصل کی جائے کیونکہ اردو زبان ان زبانوں کا لطیف امتزاج ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے یہ پہلو بھی اجاگر کیا کہ اردو زبان اپنی ابتدا سے آج تک نشو و نما کے مراحل برابر طے کر رہی ہے وہ ایک متحرک اور ترقی پذیر زبان ہے جس میں دنیا کی مشہور زبانوں کے الفاظ سمو لینے کی قدرتی صلاحیت بدرجہ اتم پائی جاتی ہے نیز یہ کہ کسی زبان کے الفاظ دوسری زبان میں منتقل اور مدغم ہونے کے بعد بالعموم اپنی اصل وضع پر قائم نہیں رہتے اور اردو زبان بھی اس قاعدہ سے مستثنیٰ نہیں۔ اس لئے اس کی وسعتوں کا دامن تنگ کرنے کا کوئی جواز نہیں۔

مولانا حالی نے اردو کے اس تخلیقی اور بنیادی جوہر کا تذکرہ درج ذیل الفاظ میں کیا ہے:-

اردو پر قدرت حاصل کرنے کے لئے صرف دلّی یا لکھنؤ کی زبان کا تتبع ہی کافی نہیں ہے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ عربی اور فارسی میں کم سے کم متوسط درجہ کی لیاقت اور نیز ہندی بھاشا میں فی الجملہ دستگاہ بہم پہنچائی جائے اُردو زبان کی بنیاد جیسا کہ معلوم ہے۔ ہندی بھاشا پر رکھی گئی ہے۔ اس کے تمام افعال اور تمام حروف اور غالب حصہ اسماء کا ہندی سے ماخوذ ہے اور اردو شاعری کی بناء فارسی شاعری پر جو عربی شاعری سے مستفاد ہے، قائم ہوئی ہے نیز اردو زبان میں بہت بڑا حصہ اسماء کا عربی اور فارسی سے ماخوذ ہے۔ پس اردو زبان کا شاعر جو ہندی بھاشا کو مطلق نہیں جانتا اور محض عربی و فارسی کے تان گاڑی چلاتا ہے وہ گویا اپنی گاڑی بغیر پہیتوں کے منزل مقصود تک پہنچانی چاہتا ہے اور جو عربی و فارسی سے نابلد ہے اور صرف ہندی بھاشا یا محض مادری زبان کے بھروسے پر اس بوجھ کا متحمل ہوتا ہے۔ وہ ایک ایسی گاڑی ٹھیلتا ہے۔ جس میں بیل نہیں جوتے گئے۔

زبان کے متعلق ایک اور بات لحاظ کے قابل ہے۔ نیچرل شاعری کے لئے جیسا کہ ظاہر ہے ہماری موجودہ زبان کافی نہیں ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس میں وسعت پیدا کی جائے۔ پس اہل لکھنؤ جو زبان کے دائرہ کو روز بروز زیادہ تنگ کرتے جاتے ہیں یہ امر مقتضائے وقت کے بالکل خلاف ہے۔ لکھنؤ میں ایک صاحب نے ۱۸۹۰ء میں ایک رسالہ شعر و سخن کے متعلق لکھا ہے اُس میں کچھ اوپر پچاس لفظ ایسے لکھے ہیں جن کو خود صاحب رسالہ اور اہلِ لکھنؤ واجب الترک خیال کرتے ہیں۔ بعضے ان میں سے خاص لکھنؤ کے ساتھ مختص ہیں۔ اہلِ دلّی کبھی اس طرح نہیں بولتے جیسے اندھیارا اندھیرے کی جگہ، اجیالا اجالے کی جگہ۔ کیونکر سے کیونکر کی جگہ۔ ایسے الفاظ کا ترک کرنا ہم بھی نہایت مناسب سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اس سے لکھنؤ اور دلّی کی زبان میں مطابقت پیدا ہوتی ہے۔ اگر اہلِ لکھنؤ ایسے الفاظ ترک کرنے پر آمادہ ہوئے تو ہم اور بہت سے الفاظ حاضر کر سکتے ہیں۔ ایسے الفاظ ترک کرنے سے زبان کی وسعت میں بھی کچھ ایسا فرق نہیں آتا۔

اسی رسالہ میں بعضے ایسے الفاظ کو واجب الترک قرار دیا ہے جو اصل زبان کی گریمر یا قیاس لغوی کے خلاف برتے اور بولے جاتے ہیں جیسے موسم بفتح سین یا میّت بفتح یا، یا نشا بر وزن وفا کہ عربی گرامر یا لغت کے موافق موسم بر وزن مسجد اور میّت بکسرۂ یا اور نشاۃ بر وزن وحدت ہے لیکن فی الحقیقت یہ ایک غلطی ہے جو اکثر ہمارے عربی دانوں کو علم لسان کی ناواقفیت سے پیش آتی ہے۔ ان کو یہ معلوم نہیں کہ ایک زبان کے الفاظ دوسری زبان میں منتقل ہو کر کبھی اصلی صورت پر قائم نہیں رہ سکتے۔ الا ماشاء اللہ دُور کیوں جاؤ۔ ہماری اردو ہی میں ہزاروں لفظ سنسکرت، پراکرت اور بھاشا کے داخل ہیں۔ باوجود اس کے شاذ و نادر ہی ایسے الفاظ نکلیں گے جو اپنی اصل صورت پر قائم ہوں۔ مثلاً گھر[۱]۔ گھرملا[۲]۔ اجلا[۳]، آدھا[۴] اندھیرا[۵]، آسرا[۶]، آنکھ[۷] آگے[۸]، انگلی[۹]۔ یہ تمام الفاظ سنسکرت کے مفصلہ ذیل الفاظ سے بگڑے ہوئے ہیں۔ یعنی گرہ[۱]، گھٹ[۲] اُجل[۳]، اردھ[۴]، اندھکار[۵]، آشرے[۶]، اکھی[۷] اگر[۸]، اگرد[۹]۔ اسی طرح پراکرت اور بھاشا کے صدہا لفظ اپنی اصل کے خلاف ہماری زبان میں مستعمل ہیں۔ مگر چونکہ ان کی اصلیت سے واقف نہیں ہیں۔ اس لئے ان کو صحیح سمجھ کر بے تکلف بولتے اور برتتے ہیں لیکن عربی و فارسی جس سے کہ ان کو فی الجملہ واقفیت ہے جہاں اس کا کوئی لفظ اصل زبان کے خلاف کسی کی اردو نظم یا نثر میں دیکھا اور فوراً ناک چڑھائی۔ حالانکہ خود عربی کے بہت سے الفاظ اصل وضع کے خلاف استعمال کرتے ہیں مثلاً غش بجائے غشی مسلمان بجائے مسلم۔ محافہ بجائے محفہ۔ غلطی بجائے غلط۔ زیادتی بجائے زیادت۔ سلامتی بجائے سلامت، ہدیہ بجائے ہدیۃ۔ مغیلاں بجائے ام غیلاں۔ محابا و مدارا وغیرہ بجائے محابات و مدارت وغیرہ کے۔ علیٰ ہذا القیاس فارسی کے الفاظ بھی اکثر اردو میں غلط بولے جاتے ہیں۔ اہلِ ایران عربی کے صدہا لفظ غلط تلفظ کے ساتھ یا غلط معنوں میں استعمال کرتے ہیں مثلاً صم[۱] و بکم[۲] بجائے اصم و ابکم۔ حور بجائے حوراء۔ ابدال بجائے بدیل۔ فضولی بجائے فضول حضوری بجائے حضور۔ قران بجائے قرآن۔ مشاط بجائے مشاطہ۔ مواسا و مفاجا بجائے مواسات و مفاجات وغیرہ انگریزی میں تمام دنیا کی زبانوں سے الفاظ لئے گئے ہیں۔ مگر کسی لفظ کو اس کی اصلی صورت پر قائم نہیں رکھا۔ مثلاً خلیفہ[۱]، ترجمان[۲] مخزن[۳]۔ نواب[۴]۔ تعریف[۵]۔ قطن[۶]۔ امیر البحر[۷]۔ عثمان[۸]۔ فردوس[۹]۔ منارہ[۱۰]۔ باہی[۱۱]۔ شغال[۱۲]۔ کاروان[۱۳]۔ شکر[۱۴]۔ قرمزی[۱۵]۔ کی جگہ جو کہ عربی و فارسی زبان کے الفاظ ہیں۔ کیلف[۱]۔ ڈریگومین[۲] میگزین[۳]۔ نیباب[۴]۔ ٹیرف[۵]۔ کاٹن[۶]۔ ایڈمرل[۷]۔ اوٹومن[۸]۔ پیراڈائز[۹]۔ منرٹ[۱۰]۔ سیپوئے[۱۱] جیکول[۱۲]۔ کیرون[۱۳]۔ شگر[۱۴]۔ کرمسن[۱۵]۔ بولتے اور استعمال کرتے ہیں۔

اسی طرح جہاں تک استقراء کیا جاتا ہے۔ کسی زبان کے الفاظ دوسری زبان میں جا کر اپنی اصلی وضع پر قائم نہیں رہتے۔ پس جبکہ موسم یا میّت یا نشا وغیرہ الفاظ ہمارے خاص و عام سب کی زبان پر جاری ہیں تو اردو نظم و نثر میں ان کو کیوں نہ استعمال کیا جائے۔ بات یہ ہے کہ ایسے لفظوں کو جو عربی و فارسی یا انگریزی سے اُردو میں لئے گئے ہیں اور اصل وضع کے خلاف عموماً مستعمل ہوتے ہیں۔ یہ سمجھنا ہی غلطی ہے کہ وہ موجودہ صورت میں عربی و فارسی یا انگریزی کے الفاظ ہیں نہیں بلکہ ان کو اردو کے الفاظ سمجھنا چاہیئے جو اصل کے لحاظ سے عربی یا فارسی یا انگریزی سے ماخوذ ہیں۔ ایسے لفظوں کو غلط سمجھ کر ترک کرنا اور ان کو اصل کے موافق استعمال کرنے پر مجبور کرنا بعینہ ایسی بات ہے کہ لالٹین کے بولنے سے لوگوں کو منع کیا جائے اور لین ٹرن بولنے پر مجبور کیا جائے یا گھڑا بولنے سے روکا جائے اور گھٹ بولنے کی تاکید کی جائے۔

عام غلطی اور عوام کی غلطی میں بہت بڑا فرق ہے۔ جو غلط الفاظ خاص و عام دونوں کی زبان پر جاری ہو جائیں وہ عام غلطی میں داخل ہیں۔ ایسے الفاظ کا بولنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ صحیح بولنے سے بہتر ہے۔ ہاں جو غلط الفاظ صرف عوام اور جہلاء کی زبان پر جاری ہوں نہ کہ خواص اور پڑھے لکھوں کی زبان پر البتہ ایسے الفاظ کو ترک کرنا واجب ہے جیسے مزاج کو مجاز کہنا، مُنکر کو نامُنکر، خالص کو ناخالص۔ ناحق کو بے ناحق۔ دروازہ کو دروزہ، نسخہ کو نخسہ وغیرہ۔

ان کے سوا بہت سے ایسے الفاظ واجب الترک بتائے ہیں جو شعرائے متقدمین نے عموماً استعمال کئے ہیں اور دلی کے بعض شعراء اب بھی استعمال کرتے ہیں اور اگر روزمرہ کی بول چال کے لحاظ سے دیکھا جائے تو آج تک دلّی کے خواص و عام برابر بولتے رہے ہیں۔ جیسے تئیں۔ کبھو۔ کسو۔ آن کے۔ آخرش پہنانا (پہنانے کی جگہ) بتلانا، دکھلانا وغیرہ۔ سدا (بمعنی ہمیشہ) تلک، سمیت، مت بجائے حرف نفی، بن (بمعنی بے یا بغیر) یہ (پر کی جگہ) کیجیئے، دیجیئے، لیجیئے بجائے کیجیئے، دیجیئے، مرا، ترا، میرا اور تیرا کی جگہ، پر بمعنی مگر اک بجائے ایک، زور بمعنی عجیب یا نہایت

"الفاظ شاید لکھنؤ میں ترک ہو گئے ہوں یا ہو جائیں لیکن دہلی اور مضافات دہلی میں وہ کم و بیش برابر بولے جاتے ہیں اور زبانہ

باقی ص ۷ پر

خبروں کا پس منظر

○ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں یہ بات پیش ہوئی کہ کویت میں عراق نے غیر انسانی سلوک کیا ہے۔ مارا پیٹا ہے۔ سرِ عام پھانسیاں دی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور ایک سو پچاس ارکان اسمبلی نے اس بات کی تائید کر دی۔ صرف عراق نے مخالفت کی۔ اگر عراق نے واقعی ایسا کیا ہے تو بہت بُرا کیا ہے۔ تو ہم سے زیادہ اس قرارداد کی مذمت کرنے والا کون ہوگا؟۔ ہم انسانی حقوق کے علمبردار ہیں اور جو کوئی بھی انسانی حقوق پامال کرے گا۔ ہم اس کے خلاف آواز اُٹھائیں گے۔ لیکن ایک بات قابلِ غور ہے کہ اسمبلی کے ایک سو پچاس ارکان نے جو اس بات کی تائید کر دی ہے تو سنی سنائی بات ہی کی تائید کر دی ہے۔ ان کے نمائندے تو وہاں گئے نہیں۔ خود انہوں نے کچھ دیکھا نہیں اور جہاں تک ایسی رپورٹوں کا تعلق ہے وہ درست بھی ہو سکتی ہیں اور غیر درست بھی۔ ان کا ایک حصہ درست ہو سکتا ہے اور ایک غلط۔ پھر اس تائید کے کیا معنی۔

○ جن باتوں کا انسان کبھی تصور نہیں کر سکتا تھا وہ ہو رہی ہیں۔ دنیا کو مختلف بلاکوں میں تقسیم تو کیا ہی ہوا ہے۔ لیکن غالباً نام غلط رکھ دیئے گئے ہیں۔ یا اب وہ نام غلط ہو گئے ہیں کبھی ٹھیک ہی ہوں گے۔ مثلاً امریکہ اور سوویٹ یونین کو سُپر پاور کہتے ہیں۔ امریکہ اب ایک ایسی سُپر پاور ہے کہ عراق جیسے ملک کو دبانے کے لئے دنیا بھر کی افواج اکٹھی کر لی ہیں۔ خیال تو یہ تھا کہ امریکہ عراق جیسے ملک کو دھمکی دے گا اور اس کی جان ہوا ہو جائے گی۔ لیکن ہو کیا رہا ہے؟ امریکہ دھمکی پر دھمکی دے رہا ہے اور عراق ڈٹا ہوا ہے اُدھر جنرل اسمبلی یہ قرارداد پاس کر رہی تھی (اور یہ سب کچھ امریکہ ہی کے بل بوتے پہ ہوتا ہے) کہ عراق نے کویت میں مظالم ڈھائے ہیں اور ادھر صدر صدام اپنے فوجی افسروں کے ساتھ مل کر یہ کہہ رہے تھے کہ امریکہ کا کوئی دباؤ بھی قبول نہیں ہے۔ حتیٰ کہ ملاقات کی تاریخ بھی اگر امریکہ ہم پر ٹھونسنے کی کوشش کرے گا تو قبول نہیں کریں گے۔ ہوئی نا امریکہ سُپر پاور۔ گویا کہ سُپر پاور کے معنے اب بدلنے ہوں گے۔

سوویت یونین اب کبھی یہاں سے مدد مانگ رہا ہے کبھی وہاں سے قرض لے رہا ہے اور ہے سُپر پاور۔ کس کے ذہن میں یہ بات آ سکتی تھی کہ سُپر پاور کہلا کر ہاتھ پھیلانا پڑیں گے۔

لیکن واقعۃً عجیب باتیں ہو رہی ہیں۔

○ پاکستان میں ایران کے ثقافتی مرکز کے ڈائریکٹر آقائے گنجی کو نامعلوم افراد نے قتل کر دیا ہے۔ یہ بہت بُری حرکت ہوئی ہے۔ آقائے گنجی کسی اور ملک کے باشندہ ہوتے جب بھی یہ حرکت بہت بری ہوتی لیکن وہ ایرانی تھے اور ایران سے ہمارے گہرے روابط ہیں۔ بلکہ یوں سمجھ لیجئے کہ ایران اور پاکستان تو ایک ہی ہیں ایران کے باشندہ ہونے کی وجہ سے اور بھی زیادہ افسوس ہوا۔ خدا کرے کہ یہ کوئی سوچی سمجھی سکیم نہ ہو۔ خدا کرے کہ یہ قتل محض ایک قتل ہو اور اس سے بڑھ کر کچھ نہ ہو۔ خدا کرے کہ اس قتل کے کوئی بُرے نتیجے نہ نکلیں۔

نادار مریضوں کیلئے عطایا کی تحریک

فضلِ عمر ہسپتال ربوہ مرکز سلسلہ عالیہ احمدیہ میں خدمتِ خلق کا ایک نیک نام ادارہ ہے۔ اس ہسپتال میں سینکڑوں ہزاروں افراد بلاتمیز مذہب و ملت مفت علاج کی سہولت حاصل کرتے ہیں۔ اس ہسپتال کو حضرت امام جماعت احمدیہ اس معیار کا ہسپتال بنانا چاہتے ہیں کہ

"ساری دنیا میں اس روح اس کردار اور ظاہری باطنی معیار کا کوئی ہسپتال نہ ہو"

مستحق مریضوں کے مفت علاج کی یہ خدمتِ خلق ہمیشہ مخلصین جماعت احمدیہ کے عطایا پر منحصر رہی ہے۔ مستحق مریضوں کی امداد کے لئے صدقہ کی رقوم احبابِ جماعت ہمیشہ بھیجتے رہتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ محتاج و ضرورت مند بندے کی مدد خالقِ دو جہاں کی مدد کے مترادف ہے۔ صدقہ بلاؤں کو ٹالتا ہے۔ موت کے منہ میں سسکتی ہوئی انسانیت کی خدمت سب سے عظیم صدقہ ہے۔

شیخ عبدالمنان

جلسہ سالانہ برطانیہ

خدا کے فضل سے خاکسار کو بمعہ اہلیہ جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۰ء میں شمولیت کا موقعہ ملا۔ جلسہ سالانہ کے تینوں دن جلسہ کی برکات سے مستفید ہونے کیلئے خاکسار اور اہلیہ کو لندن سے اسلام آباد کا سفر طے کر کے شمولیت کا موقعہ ملتا رہا۔ اسلام آباد مہمانوں کی گہماگہمی سے جنگل میں منگل سے بڑھ کر سماں پیش کر رہا تھا۔ درجنوں کاروں کے ذریعہ جلسہ سالانہ میں شمولیت کی غرض سے بیرونی ممالک سے آئے ہوئے مہمانانِ کرام روزانہ آمد و رفت اختیار کرتے تھے۔ ہزاروں افراد کے لئے قیام و طعام کا انتظام قابلِ ستائش تھا۔ اور چائے تو ہر وقت تازہ بتازہ تیار ملتی تھی۔ اللہ تعالیٰ ایسے تمام احباب کو جزا عطا فرمائے۔ جنہوں نے دن رات رضا کارانہ محنت سے جلسہ سالانہ کے مہمانانِ کرام کے آرام و آسائش کی خاطر وقت کی بے دریغ قربانی دی۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آ کر فلسطینی بھائیوں کا ایک لباس اور عربی زبان میں اکٹھے قصیدہ پڑھنے کا دلچسپ طریق آج بھی یاد ہے۔ اسی طرح جلسہ کے تیسرے روز انگریز مہمانوں کا اپنی بیگمات کے ہمراہ جلسہ میں شمولیت کی غرض سے آنا اور کامل محویت کے ساتھ انگریزی ترجمہ شدہ تقاریر کا سننا قابلِ داد تھا۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عمر رسیدہ رفیق مکرم شیخ مسعود الرحمٰن صاحب جو کہ خاکسار کے تایا صاحب ہیں۔ وہ بھی پاکستان سے امسال جلسہ سالانہ برطانیہ میں اپنے بڑھاپے اور جسمانی کمزوری کے باوجود شامل ہوئے تھے۔ مکرم تایا صاحب کی عمر ۹۶ سال سے زائد ہو چکی ہے۔

برطانیہ میں فاصلوں کی دوری کے باوجود خاکسار اپنے تین ماہ کے برطانیہ میں قیام کے دوران جمعتہ المبارک کے روز حضرت امام جماعت (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتدا میں نمازِ جمعہ کیلئے باقاعدہ شریک ہوتا رہا۔ حضور کے ایمان افروز خطباتِ جمعہ سے جو ایمان کو تازگی اور روح کو بالیدگی حاصل ہوتی ہے۔ اُس سے سامعین متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ چنانچہ نمازوں میں زیادہ سوز و گداز سے دعاؤں کا موقعہ ملتا رہا۔ حضور نے ازراہِ شفقت خاکسار اور اہلیہ کو شرفِ ملاقات سے نوازا۔ نیز خاکسار کی آنکھوں میں موتیا کیلئے ہومیو پیتھی دوائیاں بھی عطا فرمائیں۔

حضرت بیگم صاحبہ محترمہ کی بیماری کے ایام میں بھی احباب جماعت کی دعاؤں کی طرف زیادہ توجہ پائی گئی۔ خاکسار حضرت بیگم صاحبہ محترمہ کی صحت کے بارہ میں مشن ہاؤس سے ٹیلیفون کے ذریعہ روزانہ معلومات حاصل کرتا رہا تھا۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اپنا فضل فرمایا۔ اور بیگم صاحبہ کو معجزانہ طور پر صحت عطا فرمائی۔ یہ حقیقت ہے کہ جلسہ سالانہ باہمی محبت و مودت کے بڑھانے کا ایک ذریعہ ہے۔

بقیہ: صٰ۴ سے آگے

پھر گئی تو ہوائی حملے شدت کے ساتھ کئے جائیں گے بلکہ امریکہ اور اس کے اتحادی تو اپنا سارا زور ہوائی حملوں پر ہی لگائیں گے۔

یہ افواہ بھی پھیلائی گئی ہے کہ سعودی عرب نے کہا ہے کہ اگر عراق اپنی فوج کویت سے نکال لے تو کویت عراق کو بعض مراعات دینے کے لئے تیار ہے لیکن سعودی عرب کے حکام نے اس افواہ کی سختی سے تردید کی ہے۔ جوں جوں جنگ کا خطرہ بڑھتا جا رہا ہے عراق میں مختلف اقدامات کئے جا رہے ہیں جن سے شہریوں کو حملوں سے محفوظ رکھا جانا مقصود ہے۔ جگہ جگہ پر خطرہ کے سائرن لگائے گئے ہیں تاکہ اگر حملہ ہو تو فوری طور پر تمام باشندوں کو اس کی اطلاع دی جا سکے اور انہیں خبردار کیا جا سکے۔ حفاظتی تدابیر سے پہلے ہی انہیں آگاہ کیا جا چکا ہے۔

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع)

خطبہ جمعہ ۳۔ اپریل ۱۹۸۷ء میں فرماتے ہیں:

احباب نے اپنے بچے اس عاجزی سے وقف کئے ہیں، اس طرح گریہ و زاری کے ساتھ دعائیں کرتے ہوئے اور روتے ہوئے وقف کئے ہیں کہ انسان ان کو دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔

احمدیت کی اگلی صدی میں واقفین زندگی کی اشد ضرورت ہے۔ جماعت کے ہر طبقہ سے لکھوکھہا کی تعداد میں واقفینِ زندگی آنے چاہئیں جن کو دراصل ہم خدا کے حضور اس نیت کے ساتھ تحفہ کے طور پر پیش کر رہے ہوں کہ ان کی صلاحیتوں سے بعد ازاں اگلی صدی کے لوگوں نے فائدہ اٹھانا ہے۔ تو یہ ایک تحفہ ہے جو ہم نے اگلی صدی کو دینا ہے۔ اس لئے جن کو بھی توفیق دے وہ اس تحفے کے لئے تیار ہو جائیں"

(وکیل الدیوان۔ تحریک جدید۔ ربوہ)

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم برکت اللہ صاحب منگلا ایڈووکیٹ سرگودھا چند دنوں سے ریڑھ کی ہڈی میں درد کی وجہ سے بیمار ہیں۔ بائیں ٹانگ میں بھی درد ہے۔

○ مکرم محمد شفیق اختر صاحب جو کہ بیرون ملک مقیم ہیں بیمار ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں نیز ان کے دو بچے نائمہ مریم اور رفیع احمد بھی بیمار ہیں۔

○ محترمہ ہاجرہ درد صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد اسلم صاحب لاہور چھاؤنی مختلف عوارض میں مبتلا ہیں۔

○ مکرم منظفر احمد صاحب بھٹی دارالعلوم شرقی ربوہ کا بیٹا مستنصر احمد مبشر بعمر سوا سال بوجہ انفیکشن بیمار چلا آرہا ہے۔

احباب ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

تقریب شادی

○ مکرم مظفر احمد صاحب مبشر ایم ایس سی آف سرگودھا کی تقریب شادی مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۹۰ء بروز ہفتہ عزیزہ عابدہ مبشر صاحبہ بنت مکرم ماسٹر محمد شبیر صاحب سے عمل میں آئی۔ برات محترم ماسٹر محمد صدیق صاحب کے گھر سے ۱۱ بجے صبح روانہ ہوئی۔ محترم ماسٹر محمد شبیر صاحب کے ہاں محترم مرزا عبدالحق صاحب امیر جماعتہائے صوبہ پنجاب نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔ اگلے روز محترم ماسٹر محمد صدیق صاحب نے اپنے گھر دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔ کھانے کے بعد بھی محترم مرزا صاحب نے دعا کروائی۔

احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو بابرکت فرمائے۔

اعلان دارالقضاء

○ "مکرم قریشی غلام سرور صاحب سکنہ مکان ۸-۹ فیکٹری ایریا ربوہ بقضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں۔ ان کے ورثاء نے درخواست دی ہے کہ موصوف کا مذکورہ مکان مشترکہ طور پر ان کے مندرجہ ذیل ورثاء کے نام منتقل کر دیا جائے۔

۱۔ شریفہ رحیم صاحبہ (دختر)
۲۔ قریشی غلام حیدر صاحب ارشد (پسر)
۳۔ زبیدہ کلیم صاحبہ (دختر)
۴۔ عبدالاکبر قریشی صاحب (پسر)
۵۔ قریشی غلام طاہر صاحب "
۶۔ شاہدہ نسرین صاحبہ (دختر)
۷۔ فہمیدہ کوثر صاحبہ "
۸۔ نوید انجم صاحب (پسر)
۹۔ اعجاز حیدر صاحب "

موصوف کی اہلیہ محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ پہلے ہی وفات پا چکی ہیں۔ لہٰذا بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔"

○ مکرم راجہ مسعود احمد صاحب پسر راجہ محمد نواز صاحب مقیم ۱- فاروق روڈ جہلم کینٹ نے درخواست دی ہے کہ موصوف کا مکان نمبر ۷/۱۰ دارالصدر غربی الف ربوہ خاکسار کے نام منتقل کیا جائے دیگر ورثاء نے بھی اس کی اجازت (بقول ان کے) دے دی ہے۔ لہٰذا بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔"

"محترمہ امۃ الرشید صاحبہ بیوہ ڈاکٹر محمد ظفر اللہ خان صاحب (ولد راجہ زین العابدین صاحب آف مڈھ رانجھا) سکنہ مکان نمبر ۴۷/۲ دارالرحمت شرقی ربوہ نے درخواست دی ہے کہ ان کے خاوند بقضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں موصوف کا پلاٹ نمبر ۴/۳ (دس مرلہ) محلہ دارالعلوم شرقی ربوہ ورثاء کے نام منتقل کیا جائے میرے علاوہ موصوف کے مندرجہ ذیل ورثاء ہیں:۔

۱۔ ریحانہ امۃ الولی صاحبہ (بیٹی)
۲۔ سعادۃ امۃ المنعم صاحبہ "
۳۔ طلحہ سلیم اللہ خان صاحب (بیٹا)

مکرم ڈاکٹر محمد ظفر اللہ خان صاحب کے والدین نے، بیوہ اور ان کے بچوں کے حق میں اپنی دستبرداری کا اظہار کیا ہے۔ لہٰذا بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس پر اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔

"(ناظم دارالقضاء ربوہ)"

بقیہ: صٓ ۵ سے آگے

کا اقتضاء یہ ہے کہ وہ ہمیشہ بولے جائیں گے اور بولے نہ جائیں گے تو تحریروں میں ضرور مستعمل رہیں گے۔ شاید نثر میں بعض الفاظ کی ضرورت نہ پڑے لیکن شعر میں ان کی ضرورت ہمیشہ رہے گی۔ (اگرچہ اس میں کلام ہے کہ شعر کی بھی ضرورت رہے گی یا نہیں) جو صاحب ایسے الفاظ ترک کرنے کی عام ہدایت کرتے ہیں ان کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جو آپ تو ملتان میں مقیم ہیں اور کشمیر جانے والوں کو اجازت نہیں دیتے کہ جڑاول[1] کا بوجھ اپنے ساتھ باندھ کر لے جائیں۔

اس مضمون کے متعلق زیادہ بحث کرنی فضول معلوم ہوتی ہے کیونکہ جس ضرورت کے لحاظ سے ہم زبان کے دائرہ کو تنگ کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔ اگر فی الواقع وہ ضرورت پیش آنے والی ہے تو یہ قیدیں خود بخود اٹھتی چلی جائیں گی۔ اور لوگوں کو بجائے اس کے کہ اپنی زبان کو تنگ اور محدود کر دیں مجبوراً دوسری زبانوں سے دریوزہ گری کرنی پڑے گی اور اگر اردو لٹریچر کی ترقی کا خیال ایسا ہی دور از کار خیال ہے۔ جیسا مسلمانوں کی علمی، تمدنی اور اخلاقی ترقیات کا۔ تو یہ بحث پیش از وقت نہیں بلکہ ناوقت ہوگی۔"

"مقدمہ شعر و شاعری" صفحہ ۱۰۲ تا صفحہ ۱۰۶ (ناشر الطاف رحیم پرنٹرز پبلشرز ۸۔ اکبیر سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

[1] جاڑوں کے کپڑے۔

بقیہ: صٓ ۳ سے آگے

اور اس خطرناک مصیبت کے وقت لوگوں کی ہر رنگ میں اعانت کر کے اپنے فرض کو ادا کرتے مگر انہوں نے بہت بڑی کوتاہی سے کام لیا ہے اور اب خدام الاحمدیہ کے افسروں کا یہ کام ہے کہ وہ ان کو سرزنش کریں۔ دو تین سال تک انہیں محنت کرانے کا کیا فائدہ ہوا جب عین اس موقعے پر جب کہ خدا نے ان کا امتحان لیا وہ فیل ہو گئے اگر وہ اس امتحان میں شامل ہو جاتے اور خراب پرچے کرتے تب بھی وہ اتنا کہہ سکتے تھے کہ ہم امتحان میں تو شامل ہو گئے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ہمارے پرچے اچھے نہیں ہوئے۔ مگر ان کی تو یہ کیفیت ہے کہ وہ اس امتحان میں شامل ہی نہیں ہوئے۔ امتحان کے کمرے میں انہوں نے قدم بھی نہیں رکھا اور پرچے کو انہوں نے ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ کیا تم سمجھتے ہو ایسے لوگوں کو خدائی یونیورسٹی کی طرف سے کوئی سند ملے گی۔ سند کیا وہ تو ایسے لوگوں کا نام اپنے رجسٹروں سے نکال باہر کرے گی۔ پھر صرف باہر کے خدام الاحمدیہ پر ہی نہیں بلکہ مرکز پر بھی مجھے افسوس ہے کہ اس نے اب تک کیوں اس بارے میں قدم نہیں اٹھایا اور کیوں مجھے کہنے کی ضرورت پیش آئی۔ انہیں تو چاہیئے کہ جب بھی وہ سنیں کہ لوگوں پر کوئی عام مصیبت آگئی ہے وہ اس کو دور کرنے کے لئے ایسے رنگ میں کام کریں جو دوسروں سے بہت زیادہ شاندار اور ممتاز ہو۔ ہم صرف اتنی بات پر خوش نہیں ہو سکتے کہ ہمارے خدام نے دوسرے لوگوں جتنا کام کیا ہے۔ بلکہ ہماری خوشی اور ہماری مسرت اس بات میں ہے کہ ہماری جماعت کے خدام الاحمدیہ دوسری تمام اقوام کے نوجوانوں سے زیادہ نمایاں حصہ خدمت خلق میں لیں۔ پس خدام الاحمدیہ کے افسر اس امر کی تحقیق کریں اور جنہوں نے اس موقع پر سستی دکھائی ہے ان کو سرزنش کریں۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ اب اللہ تعالیٰ دوبارہ تمہارا امتحان لینے کے لئے پھر دنیا کے ایک بہت بڑے حصے کو غرق کر دے۔ خدا نے ایک بار تمہارا امتحان لیا اور اس میں تم فیل ہو گئے اور بری طرح فیل ہوئے۔ اب یہ نہیں ہو سکتا کہ تمہارا دوبارہ امتحان لینے کے لئے اللہ تعالیٰ دوبارہ لوگوں کو غرق کرے اور پھر سیلابوں سے تباہی آئے۔ یہ سیلاب اور قحط وغیرہ اللہ تعالیٰ کے بعض اور قوانین کے مطابق آتے ہیں اور اس کی سنت ہے کہ وہ ایسے ایسے عذاب مسلسل نہیں بلکہ کچھ عرصہ کے بعد بھیجا کرتا ہے۔ ایسے موقع پر خدمت خلق کرنے والی جماعتیں اپنے آپ کو پاس کرا لیتی ہیں۔ مگر جو لوگ خدمت سے محروم رہتے ہیں وہ نیکی کے ایک بہت بڑے موقعے کو اپنے ہاتھ سے ضائع کر دیتے ہیں۔

فلسطین کیلئے عالمی کانفرنس

عراق تو اصرار کے ساتھ یہ کہہ رہا ہے کہ وہ کسی صورت میں بھی کویت خالی نہیں کرے گا۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ امریکہ یہ تجویز پیش کر رہا ہے کہ جب کویت عراق سے نکل جائے تو عراق اور کویت کی حکومتیں آپس میں اختلافات دور کرنے کے لئے گفت وشنید کریں۔ امریکہ یہ چاہتا ہے کہ اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل کی تمام قرار دادوں پر عمل کرنے کے بعد جب کویت کی سابقہ حکومت تسلط اختیار کرلے تو امریکہ کی فوجیں سعودی عرب میں موجود رہیں یعنی ایک طرف تو عراق کویت کے خالی کرنے کی تجویز کو یکسر مسترد کر رہا ہے اور دوسری طرف ابھی سے اسے کہا جا رہا ہے کہ جب وہ کویت خالی کر دے تو اپنی شکایات کویت کی حکومت کے سامنے پیش کرے اور گفت وشنید کے ذریعے اپنے مسائل حل کرے والے ذرا سی بھی سیاسی سوجھ بوجھ رکھنے والا انسان امریکہ کی اس تجویز کو قبل از وقت اور غیر مؤثر کہنے کو تیار ہوگا جہاں تک دونوں کی آپس میں گفتگو کا تعلق ہے اگرچہ تاریخوں کے متعلق ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا اور محسوس یہ ہوتا ہے کہ یہ فیصلہ ہو بھی نہیں سکے گا لیکن عراق کے اقوام متحدہ میں سفیر عبدالعامر عنبری نے یہ امید دلائی ہے کہ گفت وشنید کے لئے تاریخوں میں ہر وقت ردو بدل کا امکان ہے۔ یعنی جو تاریخیں عراق نے پیش کی ہیں اگر وہ کسی طرح بھی بش انتظامیہ کو قابلِ قبول نہ ہوئیں تو ان میں ردو بدل ہو سکتا ہے۔ لیکن اسکے ساتھ ہی وہ تاریخیں جو بش انتظامیہ پیش کرتی ہے اس میں بھی ردو بدل کا امکان ہونا چاہیئے دراصل بات یہ ہے کہ بش انتظامیہ کو اس وقت سب سے زیادہ فکر اس بات کی ہے کہ چونکہ عراق نے یرغمالیوں کو رہا کر دیا ہے اور وہ اپنے وطن کو واپس چلے گئے ہیں امریکی باشندوں میں خلیج کی ممکنہ جنگ کے خلاف جذبات بھڑک اٹھے ہیں اور روز بروز ان لوگوں میں اضافہ ہو رہا ہے جو جلسوں اور جلوسوں کے ذریعے اور پر امن مظاہروں اور نعروں کے ساتھ بش انتظامیہ پر یہ ثابت کر دینا چاہتے ہیں کہ خلیج کے

علاقے میں جنگ بے معنی ہے

اس کے ساتھ ہی ساتھ ایک عالمی کانفرس کے انعقاد کی بھی کوشش کی جا رہی ہے تاکہ فلسطینی مسائل حل کئے جا سکیں۔ سفارت کاروں نے اس سلسلے میں اپنی کارروائیاں پہلے سے زیادہ تیز کر دی ہیں امریکہ جو کہ اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل کا ایک مستقل رکن ہے اور جسے ویٹو کا اختیار حاصل ہے ایسی کسی کانفرس کے حق میں نہیں ہے دراصل وہ اسکے نتائج سے خائف ہے لیکن کہتا یہ ہے کہ یہ وقت ایسی کانفرس کے لئے مناسب نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ اگر یہ وقت فلسطینیوں کے تقریباً ۵۰ سالہ مشکلات کو حل کرنے کا نہیں ہے تو کیا کویت کے ہی لئے جنگ لڑنا ان کا مقصد اولین ہے امریکہ کے حکام اس بات کی سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں کہ خلیج کا تنازعہ اور فلسطین کے مسائل کو ایک دوسرے کے ساتھ منسلک نہ کیا جائے ان دونوں کو آپس میں منسلک کرنے سے اس بات کا قوی امکان ہے کہ خلیج میں کچھ مراعات حاصل کرنے کے لئے فلسطینیوں کو بھی مراعات دینی پڑیں۔ اور یہی وہ بات ہے جسے اسرائیل کسی صورت میں بھی پسند نہیں کر سکتا اور اگر اسرائیل پسند نہیں کر سکتا تو یقیناً امریکہ بھی جو اس کا ہمیشہ سے اتحادی رہا ہے اسے پسند نہیں کر سکے گا۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ اس مجوزہ عالمی کانفرنس کی مخالفت کر رہا ہے وہ اپنا ویٹو کا اختیار استعمال کر کے سیکورٹی کونسل میں کسی عالمی کانفرنس کے انعقاد کی کسی تجویز کو منظور نہیں ہونے دے گا۔ لیکن اگر اس نے ایسا کیا تو یقیناً عالمی برادری میں اس کے خلاف جذبات بھڑکیں گے اور عراق کے ساتھ اور اسی طرح فلسطینیوں کے ساتھ ہمدردیاں پہلے سے بھی زیادہ اجاگر ہو کر سامنے آئیں گی۔ اب صدر جارج بش کا ایک بہت بڑا امتحان ہے کہ وہ اس عالمی کانفرس کے انعقاد کو روک کر دنیا کو اپنے خلاف کر لیتے ہیں یا اسے منعقد کرانے کی حامی بھر کر فلسطینیوں کو کچھ حقوق دلوا سکتے ہیں۔ جن سے ان کے اسرائیلی دوست ناراض ہو جائیں گے۔ دیکھئے صدر بش کیا کرتے ہیں۔

خبریں

ملکی خبریں

○ لاہور میں ایران کے ثقافتی مرکز کے ڈائریکٹر جنرل آقائے صادق گنجی کو قتل کر دیا گیا۔ وہ ایک ہوٹل میں اپنے اعزاز میں ہونے والی ایک الوداعی تقریب میں شرکت کرنے کے لئے پہنچے تھے ان کی عمر ۲۶ سال تھی وہ تین سال تک پاکستان میں کامیاب سفارتی خدمات انجام دینے کے بعد وطن واپس جانے والے تھے وہ روانی سے اردو بولتے تھے اور لاہور کے علمی ادبی حلقوں میں بے حد معروف اور مقبول تھے۔

○ قومی اسمبلی میں پیپلز پارٹی کے ڈپٹی پارلیمانی لیڈر مسٹر فاروق لغاری نے سوال کیا ہے کہ ملک میں حکومت کس کی ہے کیونکہ کابینہ جو فیصلہ کرتی ہے قیمتیں اس کے برعکس بڑھا دی جاتی ہیں۔ ایٹمی سائنسدان خارجہ پالیسی پر بیان دیتے ہیں۔

○ جنرل ضیاء الحق کے بیٹے مسٹر اعجاز الحق نے کہا ہے کہ میرے باپ نے بھی باتیں بہت کیں لیکن اسلام کے لئے کچھ نہ کیا انہوں نے کہا کہ اگر موجودہ قومی اسمبلی نے شریعت بل پاس نہ کیا تو میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جو قومی اسمبلی سے باہر آجائے گا۔

○ قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ سیاسی مصالحت کے لئے حکومت نے کوئی قدم نہیں اٹھایا انہوں نے الزام لگایا کہ وزیر اعلیٰ اور سینیٹ کے انتخاب کے دوران حکومت سندھ نے کھلم کھلا ہارس ٹریڈنگ کی

غیر ملکی خبریں

○ بھارت کے صوبہ گجرات کے شہر احمد آباد میں مسلم کش فسادات کے نتیجے میں ۶ افراد مزید ہلاک ہو گئے ہیں شہر کے کئی علاقوں میں چھرا گھونپنے کی وارداتیں ہوئیں پولیس نے بلوائیوں کو منتشر کرنے کے لئے آنسو گیس کا استعمال کیا۔ شہر میں غیر معینہ مدت کے لئے کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے۔

○ امریکہ کے صدر جارج بش نے اس توقع کا اظہار کیا ہے کہ خلیج کی جنگ بہت مختصر ہوگی واشنگٹن میں اخبارات کے ایڈیٹروں سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ امریکیوں کو خدشہ ہے کہ یہ جنگ طویل ہوگی انہوں نے کہا کہ ایسا نہیں ہوگا عراق کے خلاف فوجی اتحاد بہت مضبوط ہے انہوں نے کہا کہ ۱۵ جنوری کی تاریخ نزدیک آرہی ہے مگر عراق اور امریکہ کے درمیان مذاکرات کی کوششیں تعطل کا شکار ہو رہی ہیں۔

○ برطانیہ کے وزیر اعظم مسٹر جان میجر کیمپ ڈیوڈ میں صدر امریکہ جارج بش سے ملاقات کریں گے مذاکرات کے دوران وہ خلیج کے مسئلے پر گفتگو کریں گے۔

○ اسرائیل کے زیرِ تحفظ فلسطینی علاقوں میں فلسطینی عربوں کے حقوق کی حفاظت کرنے کے لئے سلامتی کونسل میں پیش ہونے والی قرارداد پر رائے شماری چوتھی بار بھی ملتوی کر دی گئی سلامتی کونسل کے اراکین آج بھی مشورہ کریں گے۔

بے اولاد
مردوں کیلئے کورس -/200
SPERMATOZOA COURSE
عورتوں کیلئے کورس -/75
STERILITY COURSE
اٹھراء کورس -/80 ATHRA COURSE
تفصیلی لٹریچر مفت
کیور یٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ
ربوہ فون ۷۷۱، ۶۰۶، ۶۰۷

ماڈرن ایجوکیشن سکول
ربوہ میں بچوں اور بچیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے
۱۹۷۸ء سے مصروفِ خدمت
○۔ شہرت یافتہ ○۔ منفرد
○۔ معیاری ○۔ مثالی
جدید طرزِ تعلیم کی اوّلین درس گاہ
داخلہ یکم جنوری ۱۹۹۱ء سے شروع ہوگا
پرنسپل: ماڈرن ایجوکیشن سکول عقب فضل عمر ہسپتال ربوہ